Registered

L. No. 89.

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہی

نمبر (۲۲) ہر ہفتہ بروز جمعہ شایع ہوتا ہی - یکم جون سنہ ۱۹۰۶ء جلد (۳۴)

گلدستۂ اخبار

ایک اول درجہ کے جنگی جہاز کا جس کا وزن ۱۳ ہزار ٹن ہو سالانہ خرچ ۹۴ ہزار پونڈ ہے - **گذشتہ** آٹھ سالوں کے اندر ہند میں تین ملین سے زیادہ باشندگان پلیگ سے فوت ہوگئے - **گورنمنٹ** ہند نے تین دیسی گریجویٹ لڑکیوں کو دو سال کے ٹریننگ کورس کے لئے ولایت بھیجنا منظور کیا ہے ہر ایک کو سفر خرچ مفت اور ۱۵۰ پونڈ سالانہ خرچ دیا جائیگا - **چین** کی ملکہ فالج کے عارضہ سے بیمار ہیں - بیس ڈاکٹر ان کے علاج کے لئے متواتر موجود رہتے ہیں **خیال** کیا جاتا تھا کہ دریائے یلان تمام دنیا کے دریاؤں میں سے سب سے زیادہ لمبا ہے مگر یہ درست نہیں ہے - دریائے وامیٹ واقع ارکناس جس کا طول ایک ہزار میل ہے سب سے زیادہ بل کھانے والا دریا ہے - **ان** زلزلوں اور آتش فشانی وغیرہ کے دنوں میں اس وقت جاپان میں ایک ایسا شہر ہے جو بجھے ہوئے آتش فشان کے دہانے پر آباد ہے - اس کی آبادی ۲۰ ہزار کی ہے اور اس کے گرد ۸۰۰ فیٹ بلند فصیلیں ہیں - **گذشتہ** سال قریب ۲۵ ہزار مدرسوں نے ایمپائر ڈے منایا یا ارادہ کیا کہ امسال یہ دن منادیں **۱۷۴۸ء** میں انگلستان میں کرکٹ کھیلنا قانوناً منع تھا جو شخص اپنی زمین پر کرکٹ کھیلنے کی اجازت دیتا تھا اس کو بیس پونڈ جرمانہ اور ۳ سال کی قید ہوتی تھی اور کھیلنے والوں کو دس پونڈ جرمانہ اور دو سال کی قید ہوتی تھی - گیند بے

وغیرہ سامان جلا دیئے جاتے تھے - یہ حالت ایڈورڈ چھٹا کے عہد میں تھی - **آسٹریلیا** میں ۵۰ لاکھ کی آبادی ہو یہاں کی پرائمری سکولوں کا خرچ ۲۵۳۰۶۱۸ پونڈ ہے انگلستان میں ہر درجہ کی تعلیم پر چھبیس کالج - سیکنڈری سکول اور میوزیم وغیرہ شامل ہیں عام خرچ ایک کروڑ تیس لاکھ پونڈ سے کم خرچ ہوتا ہے - **کاٹھیاوار** سے سخت گرمی کی خبر آئی ہے - پونا میں موسم کسی قدر سرد ہے - مغربی گھاٹوں پر مغربی ہوا چل رہی ہے اور آسمان غبار سے بھرا ہوا ہے - **جدید** برٹش پارلیمنٹ کے قریب ایک سو ممبران نے عہد کر لیا ہے کہ جب تک پارلیمنٹ کے جلسے ہوتے رہینگے تب تک ہم کسی قسم کی شراب نہ پئینگے - چیف خانساماں نے رپورٹ دی ہے کہ ایک سو سے زیادہ ممبران صرف ایک شلنگ ڈنر کھاتے ہیں - یعنی رات کے کھانے پر صرف ایک شلنگ فی کس خرچ ہوتا ہے - **ہند** کی نیشنل مشنری سوسائیٹی اپنی اصولی باتوں میں ترقی کر رہی ہے - اور اپنی چار ماہ کی آغاز ہستی میں ساٹھ متفرق لوگوں نے اس کی خدمت کے لئے اپنے آپکو وقف کر دیا ہے اور ہر صوبہ میں متفرق شاخیں اس مشن کے متعلق کھل گئی ہیں **۱۹ مئی** کو رنگوں میں سخت طوفان بارش اور گرج کا آیا - کئی مکانوں پر بجلی گری اور مکانوں کو نقصان پہنچا یا مگر شکر ہے کہ کوئی جان ہلاک نہیں ہوئی - **سکرٹری** آف سٹیٹ آخری انتظام کر رہا ہے کہ گورنمنٹ ہند ۳ لاکھ پونڈ کی قیمت سے کالکا شملہ ریلوے خرید لے **عام** نمک کو بدن پر یا گھروں میں چھڑکنے سے انسان مکھیوں کے حملوں سے بچ سکتا ہے جو بمبئی کے ڈاکٹروں کے تجربہ کے رو سے پلیگ کے کیڑوں

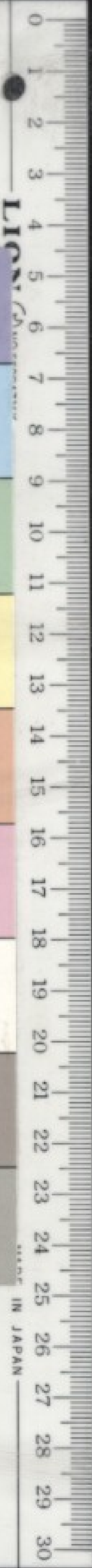
کو ایک جسم سے دوسرے جسم میں لیجاتی ہیں - **دو نوجوان** مسٹر بی سی رائے اور مسٹر بے گھوش جو ہندوستانیوں کی علمی اور صنعتی ترقی کی انجمن کی طرف سے دیا سلائی کا کام سیکھنے کے لئے جاپان بھیجے گئے تھے اب کلکتہ میں واپس آگئے ہیں اور وہاں دیا سلائی کا ایک کارخانہ کھولینگے - انجمن انکو اس معاملہ میں امداد دیگی - **پیسہ** اخبار مخبر ہے کہ ۱۸ مئی کو ایک تعلیمیافتہ آریہ مہاشہ جنکا نام نرسنگھ داس ہے لاہور کی سنہری مسجد میں مسلمان ہوگئے - یہ نو مسلم چکوال کھتری ہیں انکا نیا نام دین محمد رکھا گیا - **مطابق** بیان خالصہ ایڈوکیٹ ۱۸ مئی سوموار کے دن دہلی میں سودیشی موومنٹ کی ترقی کے لئے ایک جلسہ منعقد ہوا تھا - اسمیں یورپین پادری صاحبان پادری ڈبلیو ایس کیلی ایم اے - پادری ایس ایس آلنٹ ایم اے پادری این سی مارش ایم اے - پروفیسر مارٹن ایم اے بی ایس سی رید صاحب پریذیڈنٹ تھے اور لالہ روپ رام بی اے پلیڈر شامل تھے - موخر الذکر نے ایک نہایت عمدہ مضمون جلسہ ہذا میں پڑھا جسکو سبھوں نے پسند و مقبول کیا - **چونکہ** باریسال کا سیشن جج اپنے مقدمات میں مشغول ہے اس لئے بابو سریندرو ناتھ صاحب کی اپیل کی تاریخ سماعت ۴ جون مقرر ہوگئی ہے - **۲۲ مئی** کو بندے ماترم کا جلوس باریسال کی بڑے بڑے کوچوں میں خوب رونق کے ساتھ ہوا قریب دس ہزار ہندو مسلمان فراہم تھے - ہندو اللہ اکبر کہتے تھے اور محمدی بندے ماترم کا نعرہ لگاتے تھے - **ناروے** لارڈ مئیر نے ایک فنڈ اس لئے کھولا ہے کہ شاہ ناروے کے دربار تاج پوشی کے موقعہ پر انہیں ایک قومی ہدیہ دیا جائے **لودیانہ** گرمی از حد بڑی اور ہیضہ کی بھی کچھ قدرے شکایت ہے -

ایڈیٹوریل نوٹس

طالبعلمان میڈیکل کالج لاہور۔ خبر نہیں انگریزی سلطنت کی ہندوستانی رعایا کا کیا حشر ہوگا۔ باریسال کے جھگڑوں اور بندے ماترم کے مقدموں نے بنگال کی رعایا اور سرکار کے درمیان حد درجہ کی کشیدگی پیدا کر رکھی ہے اور بدامنی کی آگ تمام بنگال میں غضب ڈھا رہی ہے۔ وہاں ابھی اس کا خاتمہ نہیں ہوا کہ پنجاب میں میڈیکل کالج لاہور کے طالبعلمان کی سٹرائک نے ایک اور گل کھلا دیا۔ مختصر کیفیت اسکی یہہ ہے کہ کالج کے ہاسپٹل اسسٹنٹوں کی جماعت کے دو سو ساٹھ طلباء کے ساتھ نہایت ہی بے رحمانہ سلوک کیا گیا۔ اُن سے ادنیٰ درجہ کے نوکروں اور ملازموں کے کام کرائے گئے۔ جبراً ہتک آمیز الفاظ اور حقارت کی نظر سے مخاطب کئے اور دیکھے گئے جس سے تنگ آمد بجنگ آمد کا مسئلہ مصدق ہو گیا۔ اگرچہ یہہ حالت مدت سے چلی آ رہی تھی مگر اب پانی ناک کو پہنچکر برداشت سے باہر ہوگئی اور آخر کار اندر کا پھوڑا اُبھرا پھوٹ نکلا۔ طلباء نے ہرچند اپنے ہندوستانی پروفیسروں سے ایسے سلوک نہ کئے جانے کی التجا کی مگر مثال وہی ہوئی کہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ آخر تنگ اور مایوس ہو کر پرنسپل صاحب کے اور انسپکٹر جنرل صاحب کے حضور فریادیں کیں مگر سب بیہودہ ہوئیں۔ اور سب طلباء کالج سے نکل گئے۔ لاہور کے بڑے بڑے لیڈروں کی پناہ میں گئے مگر وہاں سے بھی سوکھا جواب ملا۔ لالہ لاجپت رائے صاحب نے بھی اسوقت وہی بزدلی اور بے پرواہی اور تعصب دکھایا جو اپنی کتاب موسومہ سیواجی کی تصنیف پر دکھایا تھا۔ آخر کسی نے بھی نہ پوچھا اور اب بیچارے مایوس اور اپنی تمام امیدوں پر پانی پھیر بیٹھے۔ ہمیں ان دیسی پروفیسروں پر بہا افسوس آتا ہے جنہوں نے اپنے ہی دیسی طلباء کے ساتھ ایسے ناروا سلوک کئے اور اس پر لیڈران لاہور پر حد سے زیادہ کہ انہوں نے اپنے ہموطنوں کی کچھ بھی پرواہ یا مدد نہ کی۔ دیسیوں کی یہہ حالت اور سلوک اپنے ماتحتوں کے ساتھ نہ صرف یہاں ہی ہوا بلکہ ہر محکمہ میں آئے دن ہوتے رہتے ہیں جب ہمارے دیسی لیڈروں اور افسران کی یہہ حالت ہے تو بھلا دیس کی ترقی کیسے ہو سکے۔ ہمیں جسقدر گلہ وشکوہ دیسی افسروں اور پروفیسروں سے ہے اسقدر انگریزوں سے نہیں۔ پرنسپل اور انسپکٹر جنرل صاحبان نے صرف دیسی پروفیسروں کی عزت رکھنے ہی کی خاطر طلباء کی شکایتوں کی سماعت سے اغماض کیا۔ بس انکا قصور اگر ہے تو صرف اتنا ہی ہے کہ وہ بڑوں کی پچ کیا کرتے ہیں خواہ وہ قابل سرزنش ہی کیوں نہ ہوں ہم نے کبھی نہ دیکھا اور نہ سنا ہے کہ کسی انگریز نے کسی پر مقدمہ کیا یا کوئی الزام لگایا اور اُس کا نقصان کر دیا۔ ہاں۔ دیگر قسم کی بدسلوکیاں تو ان میں بھی ضرور ہیں۔ بہرحال دیسیوں کا جسقدر نقصان ہوتا ہے وہ دیسیوں سے ہی ہوتا ہے جہاں تک دیسیوں اور انگریزوں کا مقابلہ کیا جاوے اُن کے ان سلوکوں کے لحاظ سے جو وہ اپنے ماتحتوں پر کرتے ہیں۔ آسمان زمین کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ دیسی افسر خواہ کسی محکمہ میں کیوں نہ ہو ذرا آنکھیں کھولو۔ اور ہوش سمبھالو۔ کہ آپ ہی لوگوں کے ذریعہ سے دیسیوں کے کیسے کیسے نقصان ہو رہے ہیں۔ سرکار کو لازم ہے کہ اس امر کا جلد تدارک کرکے امن اور بہبودی رعایا قائم کرے۔ اور طلباء کو چاہئے کہ بڑے استقلال سے ہر طرح کے دکھ اور نقصان برداشت کرتے ہوئے اپنے حقوق اور شکایات کی تلافی سرکار سے طلب کریں ؛

لودیانہ میں ایمپائر ڈے۔ یوم الحکومت لودیانہ میں گورنمنٹ سکول کے احاطہ میں ۵ بجے شام کو بڑی عمدگی اور گرمجوشی کے ساتھ منایا گیا۔ تمام سکول مدارس کے اکثر طلباء۔ سرکاری افسر۔ یورپین لیڈیاں و جنٹلمین اور میونسپل کمشنرس حاضر جلسہ تھے اور ہمارے لائق اور انصاف پسند ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کرسی نشین جلسہ تھے سب سے پہلے اسلامیہ سکول کے ایک طالب علم مسمی برکت علی نے ایک نظم پڑھی۔ پھر سی بی بی سکول کے مسیحی طلباء نے "نیشنل انتھم" ہارمونیم کے ساتھ گایا جسکو مشن سکول کے پرنسپل پادری آر ڈی ٹریسی صاحب بجاتے تھے۔ بعد میں تمام مدارس کے لڑکوں نے "علم برطانیہ" کا گیت گایا اور یونین جیک سلام کیا۔ گورنمنٹ ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر لالہ شیو دیال صاحب ایم اے نے سلطنت برطانیہ کی عظمت۔ وسعت۔ اور اوصاف میں ایک ایڈرس زبان اردو پڑھا اور سی بی بی ہائی سکول کے مولوی جمال الدین صاحب نے ایک نظم پڑھی۔ خواجہ احمد شاہ صاحب نے بڑی فصاحت اور خوش بیانی سے ایک مضمون پڑھا جسمیں آپنے اس بات پر زور دیا کہ سلطنت برطانیہ ایک صورت سے محمدی سلطنت ہے۔ کیونکہ محمدی سلاطین کی نسبت اس سلطنت میں محمدی زیادہ ہیں۔ بعد میں طلباء مدارس میں سے ایک لڑکے نے گیت گایا اور سب سے آخر میں چیرمین صاحب نے انگریزی میں ایک درس پڑھا جس میں سلطنت برطانیہ کی تین خواص بالخصوص بتائے اور انکی تقلید کی حاضرین کو نصیحت دی۔ یعنی کہ ہمیں قوت۔ عالی حوصلگی اور برداشت میں ترقی کرنی چاہئے۔ اور جلسہ چیرز کے ساتھ برخاست ہوا خدا ہمارے بادشاہ کو تا ابد زندہ۔ اور سلطنت تا ابد قائم رکھے اور حسن سلوک و انتظام ہمیشہ جاری رہے

چینی کمشنر مغرب میں۔ چین کی ایک ڈیپوٹیشن حال ہی میں مغربی ممالک کی سیر کر رہی ہے۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی کئی ایک چینی ڈیپوٹیشنیں جا چکی ہیں مگر توقع کیجاتی ہے کہ یہہ ڈیپوٹیشن اپنے کام میں اُن سے سبقت لیجائیگی جہاں جہاں یہہ مشن جاتی ہے وہاں یہہ بڑی سرگرمی اور جانکاہی سے علم کی تلاش کرتی اور مغربی ممالک کی ترقی اور عروج کے بواعث اور اسرار کی تفحص و تحقیقات



بابو سریندر ناتھ کی اپیل

بابو سریندر ناتھ کی اپیل - عام خبر غلط ہے کہ بابو صاحب موصوف کی اپیل نامنظور ہوئی - ہائی کورٹ کے جج مسٹر متر نے بعد ازاں کہ بابو صاحب کے وکیلون نے بدلائل ثابت کر دیا کہ یہہ مقدمہ سرسری تھا نہ کہ باضابطہ یہہ منصفانہ اور دور اندیش اور اپنی قوم اور بابو صاحب کے حق میں نہایت مفید فیصلہ دیا ہے - مطابق بیان اخبار ہندوستان فیصلہ حسب ذیل ہے ؛

ہمین اس بات کے تسلیم کرنے میں تامل نہیں ہے کہ مقدمہ زیر بحث میں عدالت کی طرف سے قانون کی خلاف ورزیان اور بے ضابطگیان ہوئیں - مگر یہہ امر مشکوک ہے اور اچھی طرح واضح نہیں ہوا کہ آیا مقدمہ سرسری تھا یا باضابطہ - فرض کیا کہ وہ باضابطہ ہو اور سرسری نہو اور ہم اس کی سماعت شروع کر دیں اور اگر وہ ایک مہینے کے بعد دوران بحث مباحثہ میں باضابطہ مقدمہ ثابت ہو گیا - تو اس کا نتیجہ کیا ہو گا ؟ صاف ظاہر ہے کہ اُسے خارج کرنا پڑے گا - کیونکہ ہائی کورٹ کو صرف سرسری مقدمہ کی نگرانی سننے کا حق حاصل ہے نہ کہ باضابطہ مقدمہ کی اپیل - باضابطہ مقدمہ کی اپیل وہ صرف اس صورت میں سماعت کر سکتی ہے جب وہ پہلے ماتحت عدالت میں سیشن جج کے سامنے سماعت ہو چکا ہو - ادھر بابو سریندر ناتھ کو جو حق سیشن جج کی عدالت میں اپیل کرنے کا ہے وہ اُس دوران میں فوت ہو جائیگا - کیونکہ قانوناً ایک مہینے کے اندر اندر اپیل دائر کیجا سکتی ہے - اس کے بعد نہیں - گویا ہماری عدالت میں مقدمہ زیر بحث کے پیش کئے جانیکا نقصان بابو سریندر ناتھ کو یہہ ہے کہ اگر دوران بحث میں مقدمہ باضابطہ نکل آیا تو اُس وقت نہ تو ہم اُس کی سماعت کر سکیں گے نہ وقت گذر جانیکی وجہ سے سیشن جج کی عدالت میں ہی اس کی اپیل کی جا سکیگی - لہذا ہم بابو صاحب کے فایدہ کو مدنظر رکھتے ہوئے یہہ فیصلہ صادر کرتے ہیں کہ وہ پہلے سیشن جج کے پاس چارہ جوئی کریں اگر وہان فیصلہ ان کے حسب منشا نہ ہو تو پھر ہماری عدالت یعنی ہائیکورٹ میں آئیں - ہائی کورٹ کا دروازہ اُن کے لئے ہر وقت کھلا ہے "۔

آفرین ہے مسٹر متر کے فیصلہ پر جو بڑی دور اندیشی اور دانائی اور ہمدردی سے پر ہے - یہہ خیال جو مسٹر متر صاحب کے ذہن میں آیا کسی وکیل کے بھی وہم و خیال میں نہ تھا - یہہ ہے سچی اور باضابطہ خیر اندیشی ؛

یہہ ہے ہندوؤن اور عیسائیوں میں فرق

۱۰ مئی کا آریہ گزٹ ایک امریکن اخبار کرسچین ہیرلڈ سے حسب ذیل ناقل ہے " قحط کے دنوں میں ڈاکٹر کلاپش ہندوستان کے مصیبت زدہ حصوں میں دورہ کر رہے تھے - ہر چہار طرف ہیضہ و بخار کا زور تھا - کم سن یتیم جن کے ماں باپ فاقہ کشی کے شکار ہو چکے تھے - جابجا مارے مارے پھرتے - دو چار دس نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں یہہ مشن کے خیموں کے گرد بھوکی بھیڑوں کیطرح گھوم رہے تھے - کمزور - لاغر - میلے کچیلے - ان کے جسم پر ہڈیان ایک ایک نظر آ رہی تھیں - کسی کو ان کی فکر نہ تھی - دولتمند ہندو ان یتیم غریبون کیطرف رخ نہیں کرتے - صرف مشنری اور مسیحی پادریوں کو ہی ان کا خیال اور ان کے ساتھ ہمدردی تھی - ان مشنریوں کی ذاتی آمدنی بہت ہی قلیل ہوتی ہے - اس پر بھی ان کی حفاظت و پرورش کا خیال مدنظر تھا - کیسے ممکن تھا کہ مشنریوں کا بھی دل ان مفلوک ستم رسیدہ دن کو دیکھ کر نہ پسیجتا - ان ننھے ننھے لڑکون کو سڑکوں و جھاڑیوں میں کتوں کی موت مرنے دینا کم از کم کوئی مسیحی گوارہ نہیں کر سکتا ؛

ڈاکٹر کلاپش نے کرسچین ہیرلڈ کو لکھا نتیجہ یہہ ہوا کہ امریکہ نے رقم کثیر بھیجی - کئی ہزار یتیم موت کے پنجے سے آزاد کر لئے گئے - ان میں سے پانچہزار سے زیادہ تعداد کو امریکن مربیوں نے اپنی زیر سرپرستی رکھنا منظور کیا - اس تعداد نے مسیحی کام کرنے والون کے دلون کو باغ باغ کر دیا اور ہمارے اپنے آدمی اس دور دراز ملک کے یتیموں کو پیار کرتے ہیں اور وہ بھی خلوص و سادگی سے اُن کی مسیحی فیاضی کا معاوضہ ادا کر رہے ہیں -

" ایک مسیحی پادری لکھتا ہے - ہیدن (بیدین) ہندوؤں کے ان یتیموں کی جان بچانا ہم پر فرض ہے کیونکہ ہم اس کے لئے خدا کے سامنے جوابدہ ہیں " -

یہہ مسیحی دینداری ہے چنانچہ انجیل جلیل میں مرقوم ہے " ہمارے خدا اور باپ کے نزدیک پاک اور بے عیب دینداری یہہ ہے کہ یتیموں اور بیوہ عورتوں کی مصیبت کے وقت ان کی خبر لیں - اور اپنے آپ کو دنیا سے بے داغ رکھیں " (یعقوب ۱: ۲۷) خدا کی پدریت اور بنی نوع انسان کی برادریت کی تعلیم مسیحی مذہب کی اصلی اور اخلاقی تعلیمات میں سے ایک تعلیم ہے جسکی نظیر دنیا کے دیگر مذاہب میں نہیں ملتی تو بھلا عمل کیسے ؟ راجپوتانہ میں جو کال کے سبب سے بہت سے یتیم بیچارے مصیبت کے مارے موجود ہیں اور جنکو مشن نے اور اودھر کے مسیحیوں نے پالا پوسا ہے اگر ان میں سے بہتوں کو ہمارے پنجابی بھائی جو بائیبل اور ایل تروت میں اپنے ذمہ جی ہے لیں - کم از کم اوسطاً ایک ایک خاندان صرف ایک ایک ہی یتیم کی پرورش کا ذمہ اُٹھائے تو ہمارے خیال میں مذکورہ بالا دینداری کے اصول کو وہ ضرور پورا کرے گا - راجپوتانہ کے مسیحیوں سے خصوصاً مشنریوں سے درخواست ہے کہ اس امر کے بارے میں مفصل حالات اخباروں میں شائع

کردیں تاکہ اس کا خمیر وہاں کے مسیحیوں کا ہاتھ یہاں کے مسیحی بٹائیں ؂

خدا کی ابویت اور انسان کی اخوت۔

مذہب اور اخلاق اور مجلسی ترقی کی بنیاد ان ہی دونوں باتوں پر مبنی ہے۔ بغیر اس اصول پر عمل کرنے کے کہ خدا ہمارا باپ ہے اور ہم سب انسان آپس میں بھائی ہیں انسان کی زندگی کے کسی مرحلے اور مدارج میں ترقی نہیں ہوسکتی ہندو فلاسفی ویدانت کے مطابق ادوآ۔ یائی اصول کے مطابق انسان ازلی اور واجب الوجود ہستی ہے۔ اس تعلیم سے خدا کی ابویت اور انسان کی اخوت کا صریح انکار ہے۔ جب ایسی تعلیم یہی ہے تو ہمدردانہ ہمدردی اور حسن سلوک کیسی؟ ڈاکٹر جان میور صاحب اپنی فاضل کتاب "سنسکرت متن" کی جلد اول میں ہندو مقدس کتابوں میں سے پندرہ اقتباس انسان کی پیدائش کے مختلف طریقوں کے بارے میں پیش کرتے ہیں۔ ذات پات کا امتیاز جو تقریباً کل ہندو کتب مقدسہ میں جائز اور واجب ٹھہرایا گیا ہے اور جسکی تصدیق و تقلید ستیارتھ پرکاش میں بھی ہوئی ہے انسان کی اخوت کے صریح خلاف اور سوسائیٹی اور مذہب اور اخلاق کی ترقی کے بالکل متباین ہے۔ کس طرح ہندو لوگ ان غریبوں یتیموں کی پرورش کریں اور اپنے مت میں شامل کریں جو شودروں یا مسلمانوں میں سے مصیبت زدہ حالت میں مبتلا ہوگئے ہیں۔

انسان کے ساتھ محبت کرنی۔

خداوند مسیح سے کسی نے آکر پوچھا کہ شریعت میں سب سے بڑا اور پہلا حکم کیا ہے؟ مسیح نے جواب دیا کہ پہلا اور سب سے بڑا حکم یہہ ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کو اپنے سارے دل سے پیار کر اور دوسرا حکم جو اس کی مانند ہے یہہ ہے کہ اپنے پڑوسی کو اپنے جیسا پیار کر۔ جیسا کہ تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں ویسا ہی تم اُن کے ساتھ کرو۔ اس دوسرے حکم میں ذیل کی باتیں شامل ہیں۔ (۱) سب کے ساتھ انصاف سے سلوک کرنا چاہئے۔ "اے مالکو۔ اپنے نوکروں کے ساتھ یہہ جانکر عدل و انصاف کرو کہ آسمان پر ہمارا بھی ایک مالک ہے"۔ (کلسیوں ۴: ۱) (۲) کسی کی بےحرمتی نہ کرو۔ چنانچہ مرقوم ہے کہ "سب کی عزت کرو"۔ ٹائمز آف انڈیا کا بیان ہے کہ کوئی انگریز اس ملک کے باشندوں کے ساتھ ایسی حقارت اور بدسلوکی کے ساتھ پیش نہیں آتا جیسے کہ اعلیٰ ذات کے ہندو اپنے نیچ ذات کے ہندؤں سے طبعی نفرت کرتے ہیں"۔ (۳) ہر ممکن وسیلہ سے اپنی محبت کا اظہار لازم ہے۔ ہم دوسروں کی خوشی اور غمی میں شریک ہونے سے انکو پیار کرسکتے ہیں خصوصاً اس بات کا اظہار اس وقت کافی طور پر ہوتا ہے جب کوئی شخص کسی مصیبت زدہ کی مدد روپیہ پیسہ یا کھانے کپڑے سے کرتا ہے۔ مثلاً قحط کے وقت یتیموں اور بیواؤں کی پرورش کرنے سے یہہ محبت اور برادریت ظاہر ہوجاتی ہے ؂

روحانی بیداری کی کنونشن۔

گذشتہ سال کی برکتوں کے لئے خدا کا شکریہ کرتے ہوئے سیالکوٹ کنونشن کمیٹی نے تجویز کی ہے۔ کہ اس کا تیسرا مجمع سیالکوٹ میں پھر ۱۲ تا ۱۶ اگست [illegible] کو منعقد ہوگئے امید کی جاتی ہے۔ کہ مشہور واعظین ہندوستان کے مختلف حصوں سے اس میں شریک ہونگے۔ تمام کو دعوت دیجاتی ہے انتظام سال گذشتہ کی مانند ہوگا۔ انگریز صاحبان کے لئے خوراک کا انتظام ایک روپیہ چار آنہ فی یوم پر ہوگا۔ ہندوستانی صاحبان کو روشنی اور چارپائیاں کمیٹی کیطرف سے دی جائینگی جتنی الوسع دکانیں کھولی جائنگی۔ جن پر سے خوراک معمولی شرح پر خریدی جاسکے ہندوستانی اور یورپین لڑکیوں کے لئے خوراک کا انتظام علیحدہ ہوسکتا ہے۔ اگر مس ایم۔ جے کانبیل سکنہ پٹھانکوٹ یا مس مارشل سکنہ لاہور کو اطلاع دیجاوے انگریز صاحبان جوکہ خوراک کا بندوبست کرانا چاہیں وہ مہربانی سے پادری۔ ڈی۔ آ۔ گارڈن سکنہ گورداسپور کو مطلع کریں۔ دیسی مسیحی صاحبان کے لئی خوراک کا انتظام ہوسکتا ہے۔ اگر وہ مہربانی سے پادری۔ بی۔ اے شرف سکنہ گورداسپور کو لکھیں۔

آؤ ہم کنونشن کے لئے دعا میں مشغول ہیں۔

سیر مجلس۔ ڈبلیو۔ ٹی۔ اینڈرسن

مرسلات

گورنمنٹ انگریزی کی برکات

بقول کہ نیکی پسند و خدا

بہ خسروے عادل نیک رائے

حاضرین جلسہ ہندوستان کی خوش نصیبی پر جس قدر ناز کیا جائے کم ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ نے اس کی قسمت کو گورنمنٹ انگریزی کے سپرد کیا ہے۔ دنیا میں کوئی کام خدا کی مرضی کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ لا تحرک ذرۃ الا باذن اللہ یعنی خداوند تعالیٰ کے حکم کے سوائے ایک ذرہ بھی حرکت نہیں کرسکتا۔ تو پھر کیسے ممکن ہے کہ ایک سات ہزار میل دور رہنے والی سمندر کے انتہائی حصہ کے قوم کہ جس کی نہ اس ملک سے زبان ملتی ہے۔ نہ رسم و رواج اور خیالات وہ خود بخود آکر ہندوستان ایسی عظیم الشان



سلطنت پر قابض ہوجائے۔ اور اس سے بڑی بڑی قومیں جو اس کی نسبت ہندوستان سے بہت قریب تھیں وہ یونہی پڑی رہیں۔ یہہ کام سوائے خداوند جل وعلی کی خاص مرضی کے نہیں ہوسکتا۔ اس لئے اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ خداوند تعالیٰ کی خاص مرضی ہے کہ انگریز ہندوستان پر حکومت کریں۔ اور اہل ہند ان کی حکومت سے فایدہ اٹھائیں۔ ایک وقت مشیت ایزدی یہہ تھی کہ مسلمان وسط ایشیا سے روانہ ہوکر ہندوستان میں آئیں اور یہان سات سو سال تک حکومت کریں۔ چنانچہ ایسا ہوا۔ لیکن جب انکی حکومت میں وہ خوبیان نہ رہیں کہ جن کے واسطے یہہ ذمہ داری کا کام انہیں سپرد کیا گیا تھا۔ تو یہہ کام ان کے ہاتھ سے لیکر ایک دوسری قوم کو سپرد کیا گیا جس میں اس وقت ملک داری کی خوبیان ان سے بہتر تھیں اور جون جون وہ قوم ان خوبیون میں ترقی کرتی جاتی ہے۔ اس کی حکومت زیادہ وسیع اور زیادہ مضبوط ہوتی جاتی ہے اور وہ حکومت صرف ہندوستان میں ہی محدود نہیں۔ بلکہ دنیا کا کوئی حصہ ایسا نہیں کہ جس میں اس خوش نصیب سلطنت کا حصہ نہ ہو۔ یا دوسرے لفظوں میں یون لکھنا چاہئے کہ کوئی وقت ایسا نہیں ہوتا جبکہ سلطنت انگریزی کے کسی نہ کسی حصہ پر آفتاب درخشان نہ ہو۔ اور اسی بابرکت حکومت کی رعایا ہونے کا فخر ہمیں بھی حاصل ہے۔ ہمارے ملک معظم قیصر المعظم شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم دام ملکہم کے زیر نگین اس وقت قریب چالیس کروڑ رعایا کے ہے۔ کہ جس قدر رعایا سوائے چین کے اور کسی سلطنت میں نہیں۔ مگر اس میں صرف قریب ساڑھے پانچ کروڑ کے گورے رعایا ہے۔ اور باقی ساڑھے چونتیس کروڑ دیگر اقوام ہیں۔ کہ جن میں سے تیس کروڑ صرف ہندوستانی ہیں۔ ان میں بیس کروڑ اسی لاکھ ہمارے ہندو بھائی ہیں۔ اور نو کروڑ چالیس لاکھ مسلمان ہیں۔ یعنی سلطنت انگریزی کے زیر سایہ اس قدر مسلمان آباد ہیں۔ کہ دنیا کے کسی مسلمان سلطنت کے ماتحت بھی اتنے مسلمان نہیں ہیں۔ اس لئے میں بلاخوف تردید کہہ سکتا ہون کہ سلطنت انگریزی دنیا میں سب سے بڑی اسلامی سلطنت ہی۔ اور مسلمانان ہندوستان اس پر بجا ناز کرسکتے ہیں۔ کہ جسقدر موقعے ازادی اور علمی ترقی کے انہیں اس سلطنت کے زیر سایہ مل سکتے ہیں ان کے دوسرے ہم مذہب بھائیون کے دنیا کے دوسرے حصون میں حاصل نہیں۔ ہندوستان کو جو جو برکات انگریزی حکومت سے حاصل ہوئی ہیں ان کا اندازہ صرف اسی صورت میں ذہن میں آسکتا ہے اگر ہم آج سے ایک سو سال پیچھے جاکر دیکھیں جبکہ کوئی عام تعلیم کوئی ریل کوئی اخبار کوئی ڈاک خانہ نہ کوئی ایسی منتظم حکومت تھی کہ جس کی عدالتیں شب وروز ہر کس وناکس کے لئے کھلی ہیں۔ اس وقت مہینوں ایک جگہ سے دوسری جگہ خبر نہیں پہنچ سکتی تھی۔ حج یا جاترا کے لئے جانا تو کسی دل گردہ والے کا کام تھا۔ ایک شہر سے دوسرے شہر تک یا ایک گاؤن سے دوسرے گاؤن تک جب لوگ جاتے تھے تو بخشش بخشوا کر جاتے تھے اور نہایت مجبوری اور لاچاری کی صورت میں جاتے تھے۔ یہہ ایک ادنی برکت ہے اس مہذب سلطنت کی جس کے زیر سایہ ہم رہتے ہیں۔ اور جس کی سلامتی کے لئے ہم دعا کرتے ہیں۔ دنیا کی زندگی کے لئے امن سب سے ضروری چیز ہے۔ چنانچہ قران مجید میں امن قائم رکھنے کی بیحد ضرورت اور فساد کرنے کی بیحد مذمت کی گئی ہے۔ اور فساد کرنے والوں کو بہت تنبیہ کی گئی ہے۔ آج ہم ہندوستان کو ایشیا میں سب سے زیادہ پرامن حکومت پاتے ہیں۔ ہم نے تو دیکھا نہیں۔ لیکن سنا ضرور ہے۔ کہ سکھوں کے عہد میں اور اس سے پہلے طوائف الملوکی کے زمانہ میں جب چاروں طرف سے افغان اور مرہٹے اور دوسری چیرہ دست قومیں ملک کے مختلف حصون پر یورش اور تاخت وتاراج کیا کرتے تھے تو کس طرح عاجز باشندے بیوی بچوں کی حفاظت کرتے یا گھروں کو چھوڑ کر جان بچانے کے لئے بھاجڑیں کر جاتے۔ مگر آج کسی بیرونی غنیم یا اندرونی دشمن کا خطرہ نہیں۔ کہ جس کے لئے ہم برٹش حکومت کے شکر گذار ہیں۔ ابھی چند روز کی بات ہے کہ ہمارے شہنشاہ معظم کے فرزند ارجمند معہ اپنی بانوے عالی جاہ کے ہماری حالت دیکھنے کے لئے بنفس نفیس تشریف لائے تھے۔ اور اسی ماہ کی ۱۷ تاریخ کو لنڈن میں ہندوستان کی نسبت اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ اور ہماری نسبت زبان فیض ترجمان سے اپنی سلطنت سے سفارش کی ہے۔ کہ اہل ہندوستان سے زیادہ ہمدردی کا سلوک مرعی رکھا جاوے تو وہ اور بھی خلوص کا اظہار کرینگے بیشک شہزادہ صاحب نے ہمارے خلوص کو تسلیم فرمایا ہے۔ اور یہی ہمارے لئے کافی داد ہے۔

دل ہمارا کا سنبھلنا کیا۔ دیکھ لو پیار کی نگاہوں سے۔

میں ان چند دعائیہ اشعار پر ختم کرتا ہوں

ہ

شاہا بقائے عمر تو بادا ہزار سال
اقبال دین پناہ تو بادا ہزار سال
سالے ہزار ساعت وساعت ہزار روز
روزے ہزار ساعت وساعت ہزار سال

نظم تقریب امپائر ڈے

وہی یہ دن ہے کہ جس دن تھا عید کا عالم
ہر ایک گھر میں تھا عیش مزید کا عالم
نشاط بخش تھا بخت سعید کا عالم
کہوں میں کیا کہ کہاں تک تھا دید کا عالم
زمانہ مست ہی مستِ مے ترانہ تھا
کہ خانہ مست کے گھر میں بھی شادیانہ تھا

وہی یہ دن ہے کہ تھا اپنے بخت پر نازاں
ظہورِ ملکۂ وکٹوریا سے انگلستان
ستارہ اس کا ہوا جا سر فلک تاباں
رکھا حضور نے جب پا بعالم امکان
دیار غرب پہ مشرق نثار تھا اس دم
جو مشرق ایک تو مغرب ہزار تھا اس دم

اب اس زمانہ میں اعلےٰ حضور شاہنشاہ
سپہر تخت پہ جلوہ فروز ہے جوں ماہ
نظر کرم کی ہے ہر وقت لطف کی ہے نگاہ
فقط رعایا کی ہے فکر اس کو شام و پگاہ
یہ ایڈورڈ شہنشاہ کا زمانہ ہے
کہ جس کے محل کا یہ چرخ آستانہ ہے

ہر ایک فرد بشر خوش ہے ملک ہے آباد
رسوم مذہب و ملت میں ہر جگہ ہے آزاد
نہ کیوں رعایا شہنشاہ کے عہد میں ہو شاد
زمانہ داد کا ہے یہ نہ دور ہے بیداد
یہ ملک ہند کے اقبال کی نشانی ہے
کہ سر پہ اس کے شہنشاہ کی مہربانی ہے

یہی سبب ہے کہ سب راجگان مشرق نے
شکستہ پاؤں سے تا سرکشان مشرق نے
کلاہ و زرگر و بافندگان مشرق نے
غرض کہ جملہ ہنر پیشگان مشرق نے
سمجھ کے یہ کہ ملے ہم کو بخت یار اپنا
کہا کہ اب شہ مغرب ہے شہریار اپنا

جو ہندیوں سے لیاقت میں ہو گیا بالا
تو شاہی لطف سے پہنچا بہ رتبہ بالا
ہے اہل ملک کی اسوقت وہ قدردانی
کہ دخل پاتے ہیں تا بارگاہ سلطانی
خصوص انکی جو رکھتے لقب ہیں دیوانی
یہاں مثال جو چاہو ملے بآسانی

وہ شیخ چند شریف النسب بہادر ہے
سخا و عدل کے دریا کا بے بہا در ہے
نمونہ اس کا عیاں ہے نہاں نہیں ہے کھلا
وہ لیڈرانہ ہے اور اس کا افسر اعلےٰ
تمام خطہ کا وہ انتظام کرتا ہے
شریف شاد ہے اس سے شریر ڈرتا ہے

سنا ہو گر تو تھا نوشیروان شہ ایران
دوائے عدل سے بیمار ظلم کا درمان
اب اس زمانہ میں ظلم و ستم رہا ہے کہاں
اگرچہ ڈھونڈا بہت پر نہ پایا اس کا نشان
مرض ستم کی ہو کیونکر کہ اب ستم ہی نہیں
دوائے درد و الم کیا ہو جب الم ہی نہیں

ہے اس کے عہد میں وہ علم کی فراوانی
کہ بجتی ملک میں ہے نوبت ہمہ دانی
جو مدرسہ میں ہے اول دم سخن رانی
سمجھتا اپنے تئیں ہے مسلم ثانی وہ
علوم فلسفہ و منطق و ریاضی میں
کہاں میں اتنے جو گذرے زمان ماضی میں

وہ عندلیب فصاحت حکیم بن وائل
کہ جس کے سایہ سے الکن کا عیب تھا زائل
عمل کے قبر سے گر ہوئے اس طرف مائل
یہاں کے دیکھ زباں داں وہ ولیمیں ہیں قائل
وہ شور حسن کلام اس کا پھیکا پڑ جائے
بشرط شرم وہیں وہ زمیں میں گڑ جائے

حضور! بل وہ شہنشاہ ہند کے نوکر
دیار ہند میں پنجاب کے ہیں ڈائرکٹر
یہ ملک انکی بدولت ہے کان علم و ہنر
کہاں ہے تاب کسی ملک کو کہ ہو ہمسر
نظیر اس کا کہاں ہے سوائے انگلستان
کسی زمانہ میں شاید ہو خطہ یونان

خدا سے ہے یہ دعا اب کہ اے خدائے جہاں
ترے کرم سے رہے شاد یہ شہ دوران
رہے وہ فضل میں تیرے ہمیشہ اے رحمان
زمین سے تا بفلک ہو بلند اس کا نشان
دعا پہ ختم سخن کرتا ہے چراغ الدین
مناسب ہے کہ کہیں سب یہ حاضرین آمین

معزز میر مجلس و حاضرین با تمکین

آج ۲۴ مئی کا دن دنیا کی تواریخ میں یادگار ہے۔ اور سلطنت برطانیہ کی تواریخ میں آب زر سے لکھنے کے لائق ہے۔ آج کے دن ایک تہائی کرہ زمین پر خوشیاں اور شادیاں منائی جا رہی ہیں۔ اور سلطنت برطانیہ کا ہر ایک باشندہ (Citizen) آج کے دن کو مبارک دن سمجھتا ہے۔ کیونکہ اس دن کو وہ عالی وقار انصاف شعار۔ نیک باطن۔ خوش طالع ملکہ پیدا ہوئیں جن کے نامی اور اسم گرامی سے مہذب دنیا کا ہر ایک فرد بشر اور ہمارے ملک کا تو بچہ بچہ بھی بخوبی واقف ہے۔ اور انکو ملکہ معظمہ قیصرہ ہند۔ شریف مہارانی وکٹوریا کے نام سے دلی عزت اور عقیدت کے ساتھ یاد کرتا ہے۔ کل سلطنت برطانیہ ان کے لطف و کرم کی گرویدہ ہے۔ نازک وقت میں ہندوستان کو

اپنے سایہ لطف وکرم عاطفت میں لیتے ہوئے جس شاہی مروت کو یہہ کام میں لادیں اور جو جگہ انہوں نے اپنا مرہون منت بنالیا ہے۔

انکا جیون چتر اس عظیم الشان سلطنت کا جیون چتر ہے جسپر آفتاب کبھی غروب نہیں ہوتا۔ ان کے مبارک عہد میں سلطنت کو وہ وسعت حاصل ہوئی کہ دنیا کی بڑی بڑی قدیم سلطنتیں بھی اس سلطنت عظیم کے روبرو کچھ حقیقت نہیں رکھتیں۔ ابھی بیان ہوا کہ اس سلطنت پر آفتاب کبھی غروب نہیں ہوتا۔ اس کے کیا معنے ہیں۔ اس سلطنت کی یہہ تعریف بالکل صحیح اور موزون ہے۔ اس کی حقیقت اور صداقت کرہ ارض پر نظر ڈالنے سے معلوم ہو سکتی ہے۔ آپ جملہ اصحاب بخوبی واقف ہیں کہ یہہ زمین ایک کرہ ہے اور آفتاب ایک وقت صرف اس کے نصف حصہ کو روشن کر سکتا ہے۔ زمین اپنے محور پر مغرب سے مشرق کو ۲۴ گھنٹے میں ایک گردش کرتی ہے۔ اگر کرہ کو ۳۶۰ مساوی حصوں میں تقسیم کیا جاوے تو زمین ایک گھنٹہ میں پندرہ درجات الارض گھومتی ہے۔ اگر سلطنت برطانیہ کے پاس کے دو مقبوضات میں ۱۸۰ درجات الارض کا فرق ہوتا تو ممکن تھا کہ اگر ایک علاقہ پر سورج چمک رہا ہو تو دوسرا ابھی تک شب کی تاریکی میں غلطاں ہو مگر امر واقعہ یہہ ہے کہ پاس پاس کے کوئی سے دو علاقوں میں زیادہ سے زیادہ فاصلہ ۹۰ درجے سے بھی کم ہے اس لئے سورج اپنی گردش میں کہیں جائے اس کی روشنی سے ہر شب اور ہر لمحہ سلطنت برطانیہ کا کوئی نہ کوئی حصہ ضرور روشن ہوتا ہے۔

جس براعظم پر نظر ڈالو یونین جیک کا پھریرا اپنا سایہ عاطفت ڈالتا دکھائی دیتا ہے۔ یہہ جھنڈا اپنے خوشی کے موقعوں پر در و دیوار پر لہراتا دیکھا ہوگا۔ مگر ذرا سوچیں کہ یہہ یونین جیک (Union jack) کیوں کہلاتا ہے اور اس کے مختلف رنگوں کے کیا معنی ہیں۔ اس بات کو مختصراً یوں عرض کر سکتے ہیں کہ یہہ جھنڈا تین سلطنتوں کے اتحاد کو ظاہر کرتا ہے۔ عین وسط میں علامت جمع کی شکل کی سرخ کراس انگلستان کے سرپرست سینٹ جارج (St. george) کا جھنڈا ہے اور نیلگون زمین پر ضرب کی علامت کی شکل کی سفید کراس سکاٹ لینڈ کے سینٹ انڈریو (St. Andrew) کا نشان ہے اور سفید زمین پر ضرب کی علامت کی شکل کی سرخ کراس آئرلینڈ کے سرپرست سینٹ پیٹرک (St. Patrick) کا جھنڈا ہے۔ اب آپکو معلوم ہو گیا کہ یہہ کوئی کھلونا نہیں بلکہ انگلستان کی طاقت شان و شوکت۔ دولت اور عزت کی علامت ہے۔

آؤ ذرا جھنڈے کے سایہ میں یورپ کی سیر کریں۔ اس براعظم کے شمال مغرب میں چند جزائر کا ایک مجموعہ واقع ہے جس کے نام سے آپ سب آشنا ہیں ہماری ملکہ وکٹوریا جہیں رہا کرتی تھیں۔ خدا نے اس ملک کو کیا موقعہ اور محل بخشا ہے۔ اگر سطح زمین کے دو حصے کئے جائیں۔ جنمیں سے ایک بر اور دوسرا بحر کو ظاہر کرتا ہو تو خشکی کے کرہ کے عین وسط میں یہہ جزائر برطانیہ واقعہ ہیں۔ ان کے قد پہ نہ جانا۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

"ہرچہ بقامت کہتر بقیمت بہتر"

O England! model to thy
inward greatness
Like little body with a
mighty heart.

انگریزی شعرا اس کی تعریف میں یوں رطب اللسان ہیں:

This royal throne of kings,
this sceptred isle,
This earth of majesty, this
seat of mars
This other Eden, demi
paradise
This fortress built by
nature for herself
Against infection, and
the hand of war
This happy breed of men,
this little world,
This precious stone set in
the silver sea
Which serves it in the of-
fice of wall
Or as a moat defensive to
a house
Against the envy of
less happier lands
This blessed plot this earth,
this realm, this England.

اسکی آزادی کی محبت کو کسی شاعر نے کیا اچھا بیان کیا ہے۔

Slaves can not breathe
in England, if their lungs
Receive our air, that mo-
ment they are free.
They touch our country, &
their shackles fail.

انگلستان کو اگر پارلیمنٹوں کی ماں کہیں تو بجا ہے۔ سمندروں کی ملکہ کہیں تو روا ہے۔ لنڈن کو اگر ام المدن کہیں تو زیبا ہے۔ براعظم افریقہ کے نقشے میں جابجا سُرخ رنگ نظر آتا ہے۔ جو سلطنت برطانیہ کے مقبوضات کی علامت ہے جہاں پہلے شیر و نہنگ کے سوا کچھ نہ تھا۔ جہاں حضرت انسان کا نام و نشان بھی پایا نہ جاتا تھا۔ اب وہاں امن چین کے نیچے جنگل میں منگل ہو رہا ہے۔ جابجا شہر آباد ہو گئے ہیں۔ ریلیں جاری ہو گئی ہیں۔ دھرتی ماتا بھی اپنے پوشیدہ خزانے انپر قربان کر رہی ہے۔ سونے اور ہیرے کی کانیں ہاتھی دانت الغرض سب قسم کا سامان وہاں انکی محنت اور عرقریزی سے پیدا ہو رہا ہے۔ صحرا۔ دشت۔ کوہ اور سمندر اپنے ذخیروں کو انپر نثار کر رہے ہیں۔

لونگ سٹن اور سٹینلی کے نام افریقہ کے تاریک براعظم میں ایسے چمک رہے ہیں جیسے سیاہ اور اندھیری رات میں ستارے ان اولوالعزم خدا پرست سیاحوں نے اپنی جان ہتھیلی پر رکھکر لق و دق جنگلوں کو عبور کر کے وحشی قوموں کو تہذیب اور شائستگی سکھائی اور جہالت کو دور کر کے علم و ادب کے پیرہن سے انکو پیراستہ کیا۔

امریکہ میں دیکھو ہر طرف امن کی بارش ہو رہی ہے اور ابر رحمت باران ہے۔ بحر منجمد شمالی کے اسکیمو لوگوں سے لیکر جزائر غرب الہند کی منطقہ حارہ کی حدود تک انگریزی جھنڈا لہرا رہا ہے اور انگریزی زبان راج کر رہی ہے۔ کیوبک۔ مانٹریل۔ اٹاوہ۔ وغیرہ اس امر کی شہادت دے رہے ہیں کہ بستیوں کا بسانا اور بیرونق مقامات کو عجوبہ روزگار بنانا اسی سلطنت کو آتا ہے کینیڈا کی جو حالت ۱۸۳۰ء میں تھی اور جو آج ہے۔ اسمیں زمین و آسمان کا فرق ہے ویران۔ بیابان جگہوں میں شہر آباد ہو گئے ہیں اور نئی نئی صنعتیں اور حرفتیں جاری ہو گئی ہیں۔ کہیں کانوں کو کھود سیم و زر نکال رہے ہیں کہیں گندم کے کھیت لہلہا رہے ہیں کہیں لکڑی کے جنگل کے جنگل کٹ رہے ہیں۔ کہیں وہیل اور کاڈ مچھلی کے کارخانے جاری ہیں۔ کہیں چوب مہاگنی کے سامان وساور کو جا رہے ہیں۔

آسٹریلیا کی داستان تو نہایت عجیب و غریب ہے۔ کچھ عجیب خطہ زمین ہے۔ درخت ہیں تو نرالے اور جانور ہیں تو انوکھی ہی رنگ کے ابھی بہت عرصہ نہیں گذرا کہ وہاں علم و تہذیب کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ چند باشندے جو وہاں پائے جاتے تھے آدم خور۔ وحشی اور مادر زاد ننگے پھرتے تھے۔ پتھروں کے اوزاروں سے جانوروں کو مار کر اپنا پیٹ پالتے تھے۔ کوئی شہر و قصبہ نہ تھا۔ شاید گاؤں تک کا نشان بھی نہ تھا۔ اب وہیں دیکھو ملبورن۔ اور سڈنی جیسے بارونق شہر موجود ہیں۔ ریلیں جاری۔ ضلع اور صوبے قائم اور پارلیمنٹ مقرر ہے جس سرزمین میں گندم کا ایک دانہ نہ اوگتا تھا۔ اب اس میں سے چاندی اور سونے کی کانیں نکل آتی ہیں۔ کیمیا اگر کوئی چیز ہے تو وہ سلطنت برطانیہ کے ہاتھ آئی ہے۔ اگر یہہ خاک کو بھی ہاتھ لگا دیں تو سونا ہو جاوے۔ اس وقت وہاں ہر قسم کی پیداوار اس قدر ہوتی ہے کہ ملک سرسبز و شاداب اور اہالیان ملک نہال اور مالا مال ہو گئے ہیں۔ پینتیس لاکھہ سے زیادہ آدمی وہاں آباد ہیں۔ اور ہر سال کروڑوں روپے کی تجارت وہاں ہوتی ہے۔ سچ ہے ؎

ہر کجا چشمہ بود شیریں۔ مردم و مور و ملخ گرد آیند

اپنے براعظم ایشیا میں آؤ تو ہندوستان تاج برطانیہ کا سب سے قیمتی ہیرا ہے۔ کوہ نور اپنی چمک دمک سے اس تاج شاہی کو نرالی ہی آب و تاب دے رہا ہے۔ اس سرزمین میں بیحساب انقلاب و گرداب آئے ہیں۔ تواریخ اور زمانہ سلف کی داستان کو چھوڑ صرف اس امر کی طرف آپکی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس عہد سے پہلے ادبار کی سخت گھٹا چھائی تھی اس میں کوئی کلام نہیں کہ ملک کے بہت سے حصے جنکی لاٹھی اسی کی بھینس کے مصداق ہو رہے تھے حفظ جان و مال کئی قطعوں سے قریب قریب مفقود ہو گیا تھا۔ بعض حصے اپنی زبان حال سے پکار پکار کہہ رہے تھے کہ کھادا پیتا لہیدا باقی نادر شاہی دا۔ ایسی نادرگردی مچ رہی تھی کہ کسی انسانی چیز کو استقلال اور قیام نظر نہ آتا تھا۔ ہر چیز گرداب میں تھی اور ہر انتظام ڈانواں ڈول تھا۔ آج تھا تو کل نہ تھا۔ کل تھا تو پرسوں کا پتا نہ تھا۔

جب سے عنایت ایزدی سے ہند کا تعلق سلطنت برطانیہ سے ہوا ہے۔ ملک کی صورت بدل گئی ہے ہر چیز استقلال پکڑتی نظر آتی ہے بیقراری کافور ہو گئی ہے۔ امن امان کا راج آ رہا ہے۔

جو غیر مترقبہ نعمتیں ہمیں اس راج سے نصیب ہوتی ہیں۔ ان کے مفصل بیان سے زبان لال ہے مگر مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دربار کا کوئی امیر کسی ترکیب سے پھر جنم دھار کر پنجاب اور ہند کے دیگر حصوں کی حالت کو دیکھے تو انگشت بدندان رہ جائے ہند کی سرزمین اور حدود اربعہ تو بے شک وہی ہیں۔ مگر ہر امر کا نظم و نسق بالکل جدا ہے۔ ریلوں کا جال دیکھہ کر وہ ششدر و دنگ رہ جائے کہ یہہ کیا بلا ہے کہ جس نے سب شہروں کو آپس میں ملا دیا ہے جہاں آگے پشاور سے دہلی تک کئی مہینوں کے بعد آدمی پہنچتا تھا۔ اب مرد۔ عورت اور بچے بھی تیس گھنٹہ میں بے خوف و خطر سونا اوچھالتے جا رہے ہیں۔ نہروں نے تو وہی سماں ہند دکھایا ہے جہاں آگے



خاک اڑا کرتی تھی وہاں اب سبزہ زار نظر آتا ہے جہاں آگے دن دوپہر مسافروں کو چلتے ڈر آتا تھا اب وہاں شیشہ ورونہ جوان اور بوڑھے قطار در قطار چلتے دکھائی دیتے ہیں۔ جنہوں نے لائل پور اور سرگودہ کی نو آبادیوں کو دیکھا ہے وہ اس سکھ کی حیرانی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ تار۔ ڈاکخانہ۔ کئی ایسی نئی چیزیں اُس کو دکھائی دینگی جنکو اپنے زمانہ میں نہ اپنی آنکھ دیکھا اور نہ کانوں سنا تھا۔

اُن تمام بے شمار چیزوں سے میں صرف ایک کا تھوڑا سا حال آپ کے گوش گذار کرنا چاہتا ہوں جس کی نسبت مجھے قدرے ذاتی واقفیت پیدا کرنے کا موقعہ ملا ہے۔

داناؤں نے سچ کہا ہے۔ کہ جملہ اقسام خیرات میں نے علم کی خیرات سب سے بہتر اور افضل ہے کیونکہ اس کے زیور سے آراستہ ہو کر انسان انسانیت کے رتبہ کو پہنچتا ہے۔ اور اس کی بدولت اپنی اس دنیا اور عاقبت کی زندگی کو سنوار سکتا ہے۔ اسی کی بدولت صاحبان انگریز آج اس ملک پر حکمران ہیں۔ اس کے کرشمے ہر جگہ عیاں ہیں۔ سوٹی کاتنے روٹی کھانے چلنے پھرنے کھیلنے کودنے سکان۔ دپوشاک الغرض جس بات کی طرف نظر ڈالو سب اس کے کھیل ہیں۔ اسی طلسم سے سب مشکلیں حل ہو جاتی ہیں اور سب عقدے کھل جاتے ہیں۔ انسان اور حیوان میں اگر کوئی حد فاصل ہے تو صرف علم ہی ہے۔ یعنے ایک اس سے بہرہ ور اور دوسرا بے بہرہ ہے۔ پہاڑوں کو اس نے چیرا ہے۔ سمندروں پر اس کے جہاز ہوتے ہوئے جہاز چلتے ہیں۔ فاصلے کو اس نے نیست و نابود کر دیا ہے۔ بچھڑے ہوتے بھائیوں کو باہم ملا دیا ہے علم کو جو فروغ ہند میں اس راج میں ہوا ہے اُس کے بیان سے آپکو دولت انگلیشیہ اور سابقہ سلطنتوں میں فرق معلوم ہو جائیگا۔ جہاں جہاں یہہ جھنڈا جاتا ہے۔ علم اور فضل کو اپنے سایہ میں لے جاتا ہے تاریکی اور جہالت کو دور کرتا ہے۔ اہالیان ہند اس سے مستفید ہو کر عروج کو کیسے حاصل کر رہے ہیں۔ اگر علم کی تاریخ کو مفصل بیان کرنا چاہیں تو اُس کے لئے بہت سا وقت درکار ہے۔ لارڈ میکالے اور مٹکاف جیسے مدبران نے بہت عرصہ ہوا کہ اس بات کو بخوبی محسوس کیا کہ اہل ہند کے اندر پورانی تہذیب کے تمام جوہر اور آثار موجود ہیں صرف تحریک اور توجہ کی کمی ہے۔ انکا بویا ہوا بیج آج کلپ برکش بن رہا ہے جس کی شاخیں ہر سمت میں پھیل رہی ہیں۔ اور جس کے ثمر سے ہر کہ ومہ بہرہ ور ہو رہا ہے۔ سرکار نے تعلیم کو کئی حصوں پر تقسیم کر رکھا ہے اور ہر حصہ پر جداگانہ کافی اور دائمی کوشش ہو رہی ہے۔

ہائی ایجوکیشن کو لو۔ اس کے لئے پنجاب میں کئی کالج قائم ہیں۔ خود گورنمنٹ کالج لاکھوں روپے کے صرف سے چل رہا ہے اور ہائی ایجوکیشن کا نمونہ ہے اسکی تقلید پر کئی ایڈڈ اور کئی ان ایڈڈ کالج جاری ہیں جنمیں تعلیم کا نہایت اعلےٰ انتظام ہوتا جاتا ہے سینکڑوں گریجوایٹ ان دار العلوموں سے فیضیاب ہو کر۔ اپنے دل و دماغ کو روشن کر رہے ہیں۔ اور عہدہ جلیلہ پر ممتاز ہو کر اپنی اور اپنے ملک کی عزت و حرمت کو بڑہا رہے ہیں۔ ہائی ایجوکیشن کی امداد کے لئے سیکنڈری تعلیم ہے۔ جس کے واسطے حال ہیں نہایت قابل تعریف کوشش سرکار کیطرف سے ہوئی ہے۔ ہر ایک ضلع میں کم از کم ایک ہائی سکول سرکار، دو تمہ دار کیطرف سے قائم ہے۔ اور گورنمنٹ دل و جان سے اس بات کی کوشش کر رہی ہے کہ یہہ مدرسے اپنے اپنے ضلع میں نمونے کا کام دیں تاکہ دیگر مدارس انکو دیکھ کر اپنے ان بھی جملہ اصلاحوں کو جو تجربے اور علم کی جستجو ہر روز دریافت ہو رہی ہیں جاری کر سکیں۔ ان ہائی سکولوں کی بہتری اور اصلاح کے لئے حال میں جس فیاضی سے سرکار روپیہ صرف کر رہی ہے وہ آپ سے پوشیدہ نہیں ہے۔

مگر ان سب سے بڑھکر پرائمری ایجوکیشن ہے جو کل تعلیمی عمارت کی بنیاد ہے۔ اس پر حکام بالا کی خاص توجہ ہے لاکھوں روپے ہر سال اس کی توسیع اور تکمیل کے لئے خاص طور پر منظور ہوتے ہیں۔ اور ان مدارس کی نگرانی اور انتظام کے لئے لائق افسران سول کے علاوہ انسپکٹر اسسٹنٹ انسپکٹر۔ ڈسٹرکٹ انسپکٹر اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان مقرر ہیں۔ سرکار کی خاص منشا ہے کہ ہند میں آنے والی نسلیں علم کے زیور سے آراستہ ہوں۔ اس مکمل انتظام سے علم و فضل کے چشمے جابجا جاری ہو رہے ہیں اور پیاسی روحیں ان سے تربیت ہو کر اپنی دماغی اور روحانی ترقی کر رہی ہیں۔ بھلا اس کے مقابل سلطنت برطانیہ سے پہلے تعلیم کا کیا انتظام تھا۔ آپ ایک اشارے سے ہی بات کو پا جائینگے۔ اگرچہ ابتک بھی ایسے آدمیوں کی تعداد جو لکھ اور پڑھ سکتے ہوں ہند میں دس فیصدی سے زیادہ نہیں ہے مگر جو وقت ہم اس تھوڑے عرصہ پر غور کرتے ہیں جب سے یہہ ملک برٹش راج میں شامل ہوا ہے۔ اور اپنی کم توجہی اور رسوم کی سخت پابندی پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ ترقی بھی خاطر خواہ معلوم ہوتی ہے جن تجاویز کو اب عمل میں لایا جا رہا ہے ان کے مکمل ہونے پر ملک میں تعلیم کی اور بھی زیادہ ترقی ہو جاویگی اور لکھے پڑھے کی تعداد میں اور نمایاں ایزادی ہو گی۔ مندرجہ بالا واقعات تو لڑکوں کی تعلیم کے متعلق ہیں لڑکیوں کے تعلیم کے لئے بھی سرکار خاص توجہ کر رہی ہے۔ افسوس ہے کہ ہماری اپنی

غفلت کے باعث اس پہلو میں نتائج اتنے تسلی بخش نہیں ہیں جیسے کہ ہونے چاہئیں تھے۔ خاص اقوام اور فرقوں کی تعلیمی بہتری اور بہبودی کے لئے خاص کوشش جاری ہے۔ یہانتک کہ سوسائٹی کے آرام کیخاطر نوعمر قیدیوں کے اصلاح کا خیال بھی سرکار کو ہے۔ چنانچہ اُن کے واسطے ریفارمیٹری سکول جاری کئے گئے ہیں۔ اس راج میں بے زبان جانوروں کی بھی فریاد سنی گئی ہے۔ انکی تکالیف کو کم کرنے اور انکی بیماریوں کے علاج معالجہ کو ہسپتال اور ڈاکٹر مقرر ہیں۔ فصلوں کی ترقی اور تنزل کے اسباب دریافت کرنے اور نئے نئے تجربہ کرنیکے لئے لاکھوں روپے کے صرف سے سکول اور کالج جاری کئے گئے ہیں۔ غرض ہر پہلو میں رعایا کی بہبودی اور خلق اللہ کے آرام اور آسائش کے لئے حتی الوسع کوشش کیجارہی ہے۔ جس سلطنت سے ہم لوگوں کو اس قدر فوائد حاصل ہوں اگر اسکی رعایا ہوتے ہوئے ہم بھی سینٹ پال کیطرح کہیں کہ

"We are citizen of no mean city" تو ہمارا بیان بجا ہے اور جائز فخر ہے کہ ہمارا تعلق ایسی بڑی سلطنت کے ساتھ ہے جس پر آفتاب کبھی غروب نہیں ہوتا کیا ان تمام نعمتوں کے بدلے ہمارا کوئی فرض اس سلطنت کے متعلق نہیں ہے۔ سو برس سے زیادہ عرصہ گذرا کہ لارڈ نیلسن نے کہا تھا کہ

"England expects every one to do his duty"

لفظ ڈیوٹی میں ہی سب کچھ شامل اور داخل ہے جس موقعہ اور محل جو کام سلطنت کی خدمت کے متعلق کسی کے سپرد ہو اسکو دل وجان سے ادا کرنی ہی ہمیں واجب اور فرض ہے۔ ایکدفعہ ایک تھوڑی فوج کو دیسیوں پر دھاوا کرنیکے لئے حکم ہوا۔ گو وہ جانتے تھے کہ کسی افسر کی غلطی سے یہہ حکم صادر ہوا ہے۔ مگر سلطنت کی خدمت میں حکم کی تعمیل ہی اپنا فرض سمجھتے ہوئے انہوں نے دشمن کی گولہ باری کی بھی پرواہ نکی جانپر کھیل گئے مگر عزت جاوید حاصل کر گئے اور اپنے خون سے ڈیوٹی کے معنوں کی تشریح کر گئے اسیطرح ہم سب کا فرض ہے کہ جب موقعہ آن پڑے تو اپنے ملک اور بادشاہ کی خدمتیں اپنے فرض کو اسی خوبی اور مستعدی سے پورا کریں جیسے اُن جانبازوں نے پورا کیا۔ خدا ایسا کرے کہ ہمارا تعلق اس سلطنت کیساتھ بنا رہے اسکی بدولت ہمارا ملک بھی روزافزوں دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرے

رسید زر

پادری جسونت سنگھ	ہے
پادری کلمن اشتہار	ہمہ
پادری آر۔ جیکویل اشتہار	ع
ڈاکٹر۔ اے۔ بی۔ سیلون اشتہار	ہمہ
بابو گمھرداس موضع فیروزپور	حہ
بابا پریم سنگھ ہوتی	ہے
سردار ملاوا سنگھ نابھہ	ہے

مفت بلکہ ٹکٹ بھی کارخانہ کیطرف سے

عام منادی کی جاتی ہے۔ کہ خوش اور سو سالہ زندگی حاصل کرنے کی کتاب رسالہ قانون حفظ صحت نمبر ۳ صفحہ ۱۰۰ مصنفہ تقدس مآب جناب ڈاکٹر رامانند صاحب لکچرار و پروپرائیٹر و سپرنٹنڈنٹ رائیل میڈیکل ہال ایک لاکھ کی تعداد میں چھپ کر طیار ہوگئی ہے نہایت جلد بذریعہ کارڈ مفت طلب کریں۔ پھر معلوم ہوگا۔ کہ ہماری جسمانی زندگی کا کن اصولوں پر دار و مدار ہے

پتہ

دفتر رائیل میڈیکل ہال جگادھری ضلع انبالہ

اشتہار دنگل

تمام پہلوان لوگوں کو اس نوٹس سے ظاہر کرنے میں آتا ہے کہ بڑا بھاری انعام پر سال میں دو دنگل چھہ چھہ مہینے سے ہمیشہ ہوا کریں گے۔ ایک سراون ناگ پنچمی کا تاریخ ۲۶ جولائی سے تاریخ ۴ اگست دو دوسرا پھاگن رنگ پنچمی کا تاریخ ۴۔ مارچ سے تاریخ ۱۴ مارچ تک سرونت مہاراجہ صاحب کے سامنے ہوا کریں گے ہر ایک پہلوان کو اُن کے مقدور موافق کم سے کم انعام ۲۰ روپیہ و سب سے بڑا انعام ایک ہزار روپیہ تک دیا جائیگا جن پہلوانوں نے کشتی کے واسطے آنا ہوا نہیں۔ بڑا بھاری مقام اوپر لکھی تاریخ پر حاضر ہونا چاہئے یہہ مقام بڑا بھاری چھوٹی مالوہ ریلوے کا اسٹیشن ہے کھنڈوہ سے اکتالیس میل اوتر میں داندور سے سینتالیس میل دکن میں سری نربداجی کے کنارے اکارجی کے پاس واقع ہے۔ جو اکھاڑے والے پہلوان اس نوٹس کو پادیں فوراً براہ مہربانی نزدیک کے پہلوانوں کو اطلاع کردیں فقط

اشتہار

انڈین سنڈے سکول یونین کا سالانہ امتحان امسال مورخہ ۱۴ جولائی کو ہوگا۔ امتحان کا مضمون سنہ ۱۹۰۶ کی پہلی ششماہی کے سبقوں اور انکی سنہلی آیتوں میں سے ہوگا۔ اس امتحان میں ہند کا کوئی سنڈے سکول استاد یا طالب علم خواہ وہ مسیحی ہو خواہ غیر بھی شامل ہو سکتا ہے۔ سوالوں کے پرچہ مختلف زبانوں میں تیار ہونگے تحریری امتحان دینے والوں کے پانچ فریق ہونگے



تحریری امتحان دینے والوں کے پانچ فریق ہونگے یعنے استادوں کا فریق سینیر طلبار کا فریق جن کی عمر اٹھارہ برس سے زیادہ ہو مڈل طلباء کا فریق جنکی عمر ۱۴ اور ۱۸ برسوں کے درمیان ہو۔ جونیر فریق جنکی عمر ۱۴ سال سے کم ہو۔ علاوہ بریں جونیر فریق والوں کا تقریری امتحان بھی ہوسکتا ہے۔ جو طلبار کامیاب ہونگے انہیں سرٹیفکیٹ ملینگے پنجاب کے امیدواران میں سے اگر کوئی امیدوار کچھہ دریافت کرنا چاہے یا سوالوں کے پرچہ لینا چاہے وہ ۹ جون سے پیشتر پادری فریڈرک جے نیوٹن صاحب جالندھر شہر سے دریافت کرسکتا ہے

مخزن مسیحی

یہہ ایک پندرہ روزہ مسیحی پرچہ ہے جو رومن اردو اور انگریزی زبانوں میں مسیحی کارندوں کی خاطر شایع ہوتا ہے۔ اس کا مدعا ہے کہ بڑے بڑے مبشران انجیل اور کلیسیائی کارندوں کے قلم سے نکلے ہوئے مضامین کے ذریعہ سے مسیحی کارندوں کی علمی استعانت کرے۔ نیز مختلف مشن سٹیشنوں کی کلیسیائی خبریں اس میں خصوصاً درج ہوتی ہیں۔ سنڈے سکول اور کرسچین اینڈیور کے کاموں کے متعلق ہر قسم کی ضروری توجہ دی جاتی ہے

شرح چندہ کی حسب ذیل ہے

عوام سے　　　عہ　　سالانہ

اگر تنخواہ پچاس روپیہ سے کم ہو　　عہ　　"

" پچیس روپیہ سے کم ہو　　عہ　　"

" پندرہ روپیہ سے کم ہو　　۱۲ر　　"

اگر تنخواہ نو روپیہ سے کم ہو　　۸ر　　سالانہ

نمونہ کا پرچہ درخواست پر روانہ کیا جاتا ہے۔ درخواستیں ذیل کے پتہ پر ہونی چاہئیں

المشتہر

پادری ای۔ جی میگا والموڑہ یوپی (صوبجات)

پرسبیٹیرین بیوگان و یتامی کا فنڈ

یہہ فنڈ ۱۸۳۸ء میں قائم ہوا ہے۔ تین سو سے زیادہ اشخاص اس میں شریک ہیں۔ ساٹھ سال کے عرصہ میں اس فنڈ کی طرف سے ۲۵ بیوگان اور خاندانوں کو ۵۰۷ ہزار روپیہ سے زیادہ پنشن دیگئی ہے یہہ رقم اس کل رقم سے نو ہزار روپیہ زیادہ ہے جو چندہ دہندہ گان سے وصول ہوا ہے۔ اس وقت اس فنڈ میں بیالیس ہزار پانسو روپیہ سے زیادہ خزانہ میں موجود ہے۔ اس فنڈ کا نرخ کسی اور اس قسم کے فنڈ سے بہت ارزان ہے۔ ہندکا ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس فنڈ میں شامل ہوسکتا ہے مردوں کو پیرسالی میں مستورات کو بیوہ کی حالت میں اور بچوں کو یتامی میں اس فنڈ سے پنشن ملتا ہے۔ صرف ایک پیسہ کا کارڈ بھیجنے پر پراسپکٹس روانہ کیا جاتا ہے۔

المشتہر

پادری والٹر جے کلارک صاحب ایم اے منیجنگ ڈائرکٹر لودہانہ۔ لاہور

ضرورت

میں نے سینیر کیتھی کسٹ کے عہدے سے استعفا دے کر اپنا تعلق چرچ مشنری سوسائٹی چھوڑ دیا ہے۔ جس غیر مشن میں میری خدمت خداوند کے لئے مطلوب ہو بولا لیویں کہ مجھے کام کی ضرورت ہے۔ خط و کتابت پتہ ذیل پر ہو۔

المشتہر

منشی میر عالم خان مسیحی سینٹ جانس کالج لاہور۔

دستور العمل نور افشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ عہ معہ ضمیمہ لگر

قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک " لگر " للعہ

قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی ؛

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا آٹھواں حصہ	لگ	للعہ	سے
چوتھائی کالم	للعہ ر	سے	عہ
نصف کالم	سے	عہ	مدعہ
پورا کالم	عہ	مدعہ	عہ
پورا صفحہ	عہ	عہ	لعہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲ر ما بعد کے ارفی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا ؛

نوٹ

نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ وار ہیں ؛

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویردار سنڈے سکول بلا محصول عہ

" " " " " " معہ محصول عہ

سالانہ آٹھہ کاپی سبق سنڈے سکول عہ

پانچ ہزار روپیہ انعام

ممیرے کا سرمہ

پانچ ہزار روپیہ انعام

پانچہزار روپیہ انعام	مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب	پانچہزار روپیہ انعام

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں ایل ایل ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ خاص عام اس سرمہ سے فایدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے دو روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ تین روپیہ خاص ممیرہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک ذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں

المشتہر

پروفیسر میاں سنگھ آہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے ؟

بوجہ عدم گنجایش چند صاحبان کے صرف نام نامی معہ پتہ ذیل میں درج کیے جاتے ہیں کہ جنہوں نے تجربہ کر کے تحریر فرمایا ہے کہ اس سرمہ سے بہتر آنکھوں کی بیماریوں کے لئے یا حفاظت بینائی کے لئے اور کوئی سرمہ یا دوائی نہیں ہے :- جناب سری مہاراجہ صاحب بہادر والئے ریاست منڈی سوکیت جناب سری مہاراجہ صاحب بہادر والئے ریاست گوالیر۔ جناب سری راجہ ہیر راجہ ہرکشن سنگھ صاحب بہادر والئے کشن کوٹ۔ جناب رائے بہادر پرتاب سنگھ صاحب بہادر والئے ریاست دریا رواد دے پور۔ جناب سری راجہ کشن کمار صاحب بہادر تعلقہ دار سہسپور بلاری ضلع مراد آباد۔ جناب مہاراج کنور چھترپال سنگھ صاحب بہادر ریاست مجگواں اور چھہ۔ جناب مہاراجہ شتر جیت پرتاب بہادر سیاتے صاحب بہادر والئے ریاست نگوری۔ ضلع گورکھپور جناب ڈاکٹر برج لعل گھوس رائے بہادر ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل بہادر جناب خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ۔ ایل۔ ایم اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر وٹیرنری کالج لاہور جناب ڈی۔ ایم۔ سالنگھے صاحب بہادر۔ ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ انگلینڈ امرتسر، جناب ڈاکٹر کاشی رام صاحب میڈیکل افسر شفاخانہ بیر ریاست نیپال ملک نیپال جناب ڈاکٹر سید محمد علی صاحب معالج خاص جناب معلے القاب جناب رانی صاحبہ کوچ بہار۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ میڈیکل آفیسر ڈلہوزی علی پور کلکتہ جناب ڈاکٹر ولی احمد سول سرجن شفاخانہ دھارا شیبو علاقہ حیدرآباد دکن۔ جناب سردار صالح محمد خان صاحب ولی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر حبیب اللہ خان صاحب والئے ترکستان۔ جناب ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والئے ریاست بہاولپور۔ جناب ڈاکٹر لچھمن پرشاد صاحب پروفیسر میڈیکل کالج آگرہ وانڈیر میڈیکل جنرل آگرہ جناب حافظ میاں خورشید محمد خان خلف نواب لئیق محمد خان صاحب بہادر رئیس اعظم بھوپال جناب پنڈت بالکشن صاحب ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔ جناب ڈاکٹر دلیپ سنگھ صاحب ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن انچارج شفاخانہ میو ضلع جہانسی۔ جناب خان بہادر حکیم محمد بخش صاحب مقام منڈہ الہیار خان رسندھ جناب ارسطو زمان حکیم سید امام علی صاحب عرف پیرجی نبیرہ خواجہ غریب نواز اجمیر۔ جناب مسٹر این گھوش صاحب بہادر بیرسٹر ایٹ لا ہائی کورٹ کلکتہ۔ جناب ریورینڈ پادری ڈبلیو کیلف صاحب بہادر افواج فریدکوٹ۔ جناب ڈاکٹر لعل خان صاحب اسپیشل اسسٹنٹ چھوٹا جھنڈہ ضلع رنگپور۔ جناب ڈاکٹر سید جلال شاہ صاحب مقام عدن ملک عرب ٭

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کی سندات میں سے جو قریب پچیس ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے پنجاب بنک میں اسی غرض کے لئے ۱۵ مارچ ۱۹۰۴ء میں جمع کیا گیا ہے :

پادری آر ڈی ٹربلی صاحب اڈیٹر صاحب و منیجر نور افشان کیواسطے مشن پریس لودیانہ میں باہتمام داؤد ملی بلاورس کے چھپا

